ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

سوانح اقبال میں حالات وواقعات کے اشتراک واختلاف کا تحقیقی مطالعہ

بحوالہ خصوصی (اقبال درونِ خانہ، مظلوم اقبال، زندہ رود)

A RESEARCH STUDY OF CO-OCCURRENCE AND DIFFERENCE OF CIRCUMSTANCES AND EVENTS IN IQBAL'S BIOGRAPHY

Muhammad Zulqarnain Jawad[*]

Dr.Muhammad Ramzan Tahir[**]

Abstract

Biographies of Iqbal have been written by biographers from "Iqbal" by Ahmad Din to the present day. The authors described the situation and events in their own way. There is a difference of opinion in these events. The need for further research was felt when members of Iqbal's own family, including Khalid Nazir Sufi, Javed Iqbal and Shaikh Ijaz Ahmad, wrote biographies of Iqbal and differed greatly in the opinions of these authors. The present article discusses some of these differences.

Keywords: Biography, Co- occurrence, Differences, Circumstances, Events.

علامہ محمد اقبال بحثیت شاعر، فلسفی، مفکر اور سیاسی شخصیت اس حد تک معروف تھے کہ ان پر عصر حاضر تک کثیر تعداد میں تحقیقی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں ان کی شخصیت حالات زندگی شاعری، فلسفہ، سیرت، اور سیاست وغیرہ کے موضوعات شامل ہیں۔ محققین نے ان کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور ان کے کلام کی خوبیوں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی عملی سیاست کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ ان کی آفاقی شخصیت وکلام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی بساط کے مطابق ان کے بارے میں لکھنا لازم سمجھا تا کہ اقبال سے اپنی نسبت کو ظاہر کر کے امر ہو سکیں۔ اِن قلمی کاوشوں میں ایسے ایسے واقعات بھی اقبال سے منسوب کیے گئے جن کا ان سے تعلق ہی نہ تھا اگر تھا بھی تو اس طرح سے نہ تھا جیسا بیان کیا گیا۔ اس کی وجہ مصنفین کے ذاتی مفادات کا عمل دخل ہے۔ اس کے علاوہ فکر اقبال کو محدود پیمانے پر پرکھنے کی مخالفانہ روش بھی ہو سکتی ہے۔ فکر اقبال اور اقبال کے حالات زندگی کو لے کر مختلف رائے سامنے آتی رہی جس سے واقعات میں تضاد نے جنم لیا۔ جن میں راقم اقبال کے سوانحی حالات کے حوالے سے تین تصانیف زندہ رود، اقبال درونِ خانہ اور مظلوم اقبال میں موجود واقعات میں تضاد کے حوالے سے ایک تقابلی جائزہ پیش کر رہا ہے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ ان تینوں کتب کے مصنفین اقبال کے قریبی رشتہ دار ہیں۔

سوانحی کتب کا تعارف

زندہ رود

زندہ رود اقبال کے پسر جاوید اقبال کی تصنیف ہے۔ جو پہلی مرتبہ ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی جو کہ حیات اقبال کے تشکیلی دور پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں جو کہ حیات اقبال کے وسطی دور کا بیان ہے اور تیسری جلد ۱۹۸۴ء میں جس میں حیات اقبال کے اختتامی دور کا احاطہ کیا گیا۔ ۱۹۸۹ء میں تینوں جلدوں کو ایک کتاب کی شکل دی گئی جس میں حیات اقبال کے تینوں ادوار کو شامل کیا گیا۔ اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے کتاب کو بے حد پزیرائی ملی کیونکہ یہ اقبال کی پہلی منظم تحقیقی سوانح عمری کے ساتھ ساتھ اقبال کی جدوجہد ذہنی ارتقا تخلیقی کرشمے اور قلمی ہنگاموں کی تاریخ سے بھی شناسائی فراہم کرتی ہے یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ یہ کتاب عہدِ اقبال کا بھرپور احاطہ کرتی ہے۔ یہ کتاب ساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل ہے کتاب کا انتساب جاوید اقبال نے اپنے بیٹوں منیب اور ولید کے نام کیا ہے۔ کتاب کے نام کے حوالے سے جاوید اقبال لکھتے ہیں

"زندہ رود نام اقبال نے اپنے لیے خود 'جاوید نامہ' میں منتخب کر رکھا ہے۔ زندہ رود کے معنی ہیں مسلسل بہتی ہوئی حیات آفریں ندی۔ اقبال کی حیات دراصل ان کی فکری زندگی کا ارتقا ہے جو ایک مستقل حال میں جاری اور رواں دواں ہے جسے موت نہیں چھو سکتی۔ وہ اپنی جسمانی زندگی کو غیر اہم سمجھتے تھے۔ اس لیے حیاتِ اقبال کو زندہ رود کے علاوہ اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔" [1]

"زندہ رود" کو اشاعت ہوتے ہی بہت پزیرائی ملی اور یہ کتاب طبع مکرر کے مرحلوں سے بار بار گزری۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں بھی ہوئے فارسی میں "جاویدانِ اقبال" [2] اور عربی میں "نہر الخالد" [3] کے عنوانات سے تراجم ہوئے اس کتاب کو تین حصوں یا تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا دور حیات اقبال کا تشکیلی دور ہے جو کہ اقبال کی سلسلہ اجداد اور ان کی ولادت یعنی نومبر ۱۸۷۷ء سے لیکر ان کی تعلیم کی حتمی تکمیل یعنی ۱۹۰۸ء تک پھیلا ہوا ہے۔

دوسرا حصہ حیات اقبال کا وسطی دور ہے۔ یہ دور ۱۹۰۸ء یعنی اقبال کی دنیادارانہ جدوجہد سے ہوتا ہے اور دسمبر ۱۹۲۵ء تک جاتا ہے۔ اس دور میں اقبال نے ملت اسلامیہ کیلئے نیا سرمایہ حیات فراہم کرنے کی غرض سے اپنے خیالات کا برملا اظہار کیا ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں اقبال کے اظہار کو نہ تو کوئی سمجھنے کی کوشش کرتا اور نہ ہی قبول کرنے کی۔

تیسرا دور حیات اقبال کا اختتامی دور جو کہ اقبال کے عملی سیاست یعنی جنوری ۱۹۲۶ء سے ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء تک کا ہے۔ اس دور میں وہ احیائے اسلام اور مسلمانان برصغیر کی آزادی کے لیے جدوجہد کی سمت کے تعین کے بارے میں اپنی دینی، سیاسی، اخلاقی، قانونی، تمدنی، معاشی اور الٰہیاتی خیالات کو مخالفین کی پرواہ کیے بغیر ترتیب دیتے چلے گئے۔ اس کے علاوہ زندہ رود میں اقبال کی زندگی کے تینوں ادوار کی مختلف مواقع پر بنائی گئی تصاویر بھی شامل ہیں جن کو دیکھ کر حیات اقبال کا ایک خوبصورت عکس ذہن میں ابھرتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

اقبال دورنِ خانہ

اقبال درون خانہ شیخ عطا محمد (برادرِ کبیر اقبال) کی صاحبزادی وسیمہ مبارک کے بیٹے خالد نظر صوفی نے اپنی والدہ کی یاداشتوں پر مبنی کتاب ۱۹۷۱ء میں شائع کی جس کا انتخاب انھوں نے اپنی والدہ ہی کے نام کیا۔ پیش لفظ مولانا غلام رسول مہرنے تحریر کیا اور اس بات کا ادراک کیا یہ سوانح واقعات کی ایک ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے کتاب کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں کہ:

"اس کے ہر صفحے پر مرحوم ومغفور ابتدا سے آخری دور تک کا ملاًبے ساختہ انداز میں چلتے پھرتے معلوم ہوتے ہیں۔ کتاب کی بیشتر بیان کی گئی حکایات و روایات خود علامہ مرحوم کے اہل خانہ کی زبان سے بیان کی گئی ہیں۔ جس سے زیادہ تر مستند شہادت کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ ان روایات میں بڑا حصہ مرحوم کی برادر زادی کا ہے جس کی زندگی بچپن سے شادی تک علامہ مرحوم اور ان کی بیگم والدہ مرحومہ عزیزی جاوید اقبال کے ظِل عاطفت میں گذری"[۴]

مہرنے دیباچے میں مزید شخصی خوبیوں کا بیان بھی کیا ہے۔ اس کتاب میں وسیمہ مبارک کی یاداشتیں شامل ہیں جن کو تقریباً دو سال کی عمر میں والدہ جاوید اقبال نے گود لے لیا تھا انہوں نے خاصا وقت علامہ اقبال اور زوجہ اقبال کے ساتھ درونِ خانہ گذارا۔ ان کے علاوہ عبدالقیوم ملک ، ڈاکٹر عبدالمجید ملک اور حجاب امتیاز علی کے بیان کردہ واقعات بھی اس کتاب میں شامل ہیں جو اس سے پہلے منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد ۱۹۷۱ء میں منظر عام پر آئی جس میں خالد نظیر صوفی نے جلد دوم کی اشاعت کیلئے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے کہا؛

"میری دانست میں اس کا اہتمام یقیناً بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا"[۵]

صوفی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ یہ کتاب لانے کا ایک مقصد اقبال سے متعلق گزشتہ تیس برس میں جو غلط فہمیاں پیدا کی گئیں ان کا ازالہ کرنا بھی ہے اور یہ وقت اس عمل کے لیے درست ہے۔ اقبال دورنِ خانہ جلد دوم کو خالد نظیر صوفی نے کل سات ابواب میں تقسیم کیا ہے جن میں اقبال کی ذاتی زندگی سے متعلق واقعات اقبال کے خاندان کے کچھ افراد کا ذکر ہے جو اقبال کے قریب رہے اور ان مسائل پر اور الزامات پر بحث ہے جو کہ "مظلوم اقبال" میں علامہ اقبال اور ان کے اقرباء پر لگائے گئے۔ اس کے علاوہ آخر میں اقبال کے زیر استعمال، درسی کتب کی فہرست اور مختلف کتب پر جو دیباچے تحریر کیے وہ شامل کیے گئے ہیں۔ کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی شامل کیا گیا ہے جو کہ اقبال نے ترک کر دیا تھا ہمشیرہ اقبال کا حوالہ دے کر اسے بھی شامل کیا گیا ہے۔ "مظلوم اقبال" میں شیخ عطا محمد کے عقائد کے بارے میں لگائے گئے الزامات کو بھی اس جلد میں رد کیا گیا ہے اور شیخ اعجاز کی اس غلط بیانی کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے۔ خاندانی جائیداد کی تقسیم اور منتقلی کے حوالے سے بھی سیر حاصل کے بحث اقبال درونِ خانہ جلد دوم میں شامل کی گئی ہے

۔

مظلوم اقبال

"مظلوم اقبال" علامہ اقبال کی سوانح عمری ان کے بھتیجے "شیخ اعجاز احمد" نے ۱۹۸۵ء میں شائع کی۔ یہ کتاب ۳۷۷ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے شیخ شوکت علی اینڈ سنز کراچی نے چھاپا ہے۔ اس کتاب کے نام کے حوالے سے شیخ اعجاز احمد لکھتے ہیں:

"اپنی یادداشتوں کو مرتب کرنے کا فیصلہ کیا اس مجموعہ کے لیے موزوں نام کی تلاش ہوئی ایسے میں علامہ کی مجلس کا متذکرہ بالا واقعہ یاد آیا تو مجھے کتاب کے لیے "مظلوم اقبال" موزوں نام معلوم ہوا۔ انھ کچھ فیصلہ نہ کر پایا کہ پچھلے سال نومبر میں "جنگ" لاہور کے زیر اہتمام علامہ اقبال کے فکر و فن کے سلسلہ میں ایک مذاکرہ منعقد ہوا۔ ان دنوں فیض مرحوم ابھی زندہ تھے اور اس مذاکرے میں شریک تھے انہوں نے فرمایا:

"آجکل کے شعراء میں سب سے مظلوم اگر کوئی ہے تو وہ علامہ اقبال ہیں۔ ہر نقاد اور مبصّر نے اقبال کو اپنے نظریات ، خیالات اور عقائد کی اقلیم میں کھینچ تان کرلانے کی کوشش کی ہے۔ ایسے حضرات علامہ اقبال کا کوئی مصرعہ یا شعر اپنے خیالات کی تائید کے لیے پیش کر دیتے ہیں۔ فیض مرحوم کی رائے نے کتاب کے لیے "مظلوم اقبال" کا نام موزوں ہونے کی تائید کر دی"[۶]

اس کتاب کو کل ۳۴ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ابواب کو باقاعدہ ان عنوانات سے سے مزین کیا گیا جس مسئلے یا واقعے کا تذکرہ کرنا مقصود تھا۔ اس میں نمایاں موضوعات علامہ اقبال کے اجداد، خاندان کے افراد، سکونت ، پیدائش، شادیاں، مالی حالات، عقائد، شاعری، وسعت مطالعہ، اولاد اور اولاد کی ولایت، یادگار اشیاء، زندہ رود پر تبصرہ، اقبال اور احمدیت اور علامہ اقبال کے مکتوبات پر بحث شامل ہے۔

واقعات کا تقابلی جائز:

مندرجہ بالا تینوں سوانحی حالات و واقعات پر مبنی کتب چونکہ علامہ اقبال کے خاندان کے افراد کی تصانیف ہیں۔ لہذا ان میں بیان کیے گئے واقعات میں تضاد ہونا تعجب کی بات ہے بلکہ مزید تحقیق کو بھی دعوت دیتا ہے۔ مزید برآں اقبال درودنِ خانہ میں جن کی روایات پر زیادہ انحصار کیا گیا وسیمہ مبارک اور مظلوم اقبال کے مصنف شیخ اعجاز احمد دونوں بہن بھائی ہیں ان کے بیانات میں بھی تضاد ہیں لہذا اس امر کی گنجائش نکلتی ہے کہ ان واقعات کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے۔

(ا) تاریخ پیدائش

عام طور پر تاریخ پیدائش کے سلسلے میں مذکورہ کے والدین، بہن بھائی، عزیز و اکارب یا مستند سرکاری ریکارڈ پر انحصار کیا جاتا ہے۔ جب اس مسئلے نے سر اٹھایا تو اس وقت اقبال کے والدین، اقبال بذات خود بھائی اور بہنیں ان میں سے کوئی بھی حیات نہ تھا لہذا خاندان کے افراد جن میں جاوید اقبال (بیٹا) خالد نذیر صوفی (نواسے) اور اعجاز احمد (بھتیجے) انہوں نے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق علامہ کی تاریخ پیدائش بتائی ہے۔ خالد نذیر صوفی کے مطابق:

"۲۹ دسمبر ۱۸۷۳ء بروز سوموار صبح صادق کے وقت سیالکوٹ کے ایک معزز اور متوسط کشمیری گھرانے کے ایک صوفی منش بزرگ جناب شیخ نور محمد صاحب کے چھوٹے سے گھر کی ناپختہ اور نیم روشن کوٹھڑی میں ایک عظیم روح نے دیے کی ٹمٹماتی اور مدھم روشنی میں آنکھیں کھولیں"

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

خالد نذیر صوفی نے اس تاریخ پیدائش کے درست ہونے کیلئے سیالکوٹ میونسپلٹی کے رجسٹر اندراج پیدائش و اموات کو حوالہ بناتے ہوئے ۲۹ دسمبر ۱۸۷۳ء قرار دیا ہے اس مسئلے پر اپنوں نے اقبال درونِ خانہ جلد اول میں باقاعدہ ایک باب کی شکل میں بحث کی ہے۔"زندہ رود" میں بھی اس مسئلے پر طویل بحث کی گئی اور خالد نذیر صوفی کی بیان کردہ تاریخ پیدائچ کے درست نہ ہونے سے متعلق دلائل دیے گئے۔ درست تاریخ پیدائش کے بارے جاوید اقبال لکھتے ہیں:

"راقم کی رائے میں اقبال کی اپنی بیان کردہ تاریخ ولادت کی مطابقت ان کے تعلیمی ریکارڈ سے ۱۸۷۳ء کے مقابلے میں زیادہ سہولت سے ہوتی ہے مزید بر آں واقعاتی شہادت اور خاندان اقبال کے بزرگ اور معتبر افراد کے بیانات بھی بمقابلہ ۱۸۷۳ء اسی سن ولادت کی تائید کرتے ہیں۔ ان شواہد کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اقبال کی تاریخ ولادت ۳ ذیعقدہ ۱۲۹۴ء ہے جو کہ ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کے برابر ہوتی ہے"[۸]

مظلوم اقبال میں شیخ اعجاز نے اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ تاہم وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جاوید اقبال کی بیان کردہ تاریخ پیدائش جس کو حکومتی سطح پر بننے والی کمیٹی کی تحقیقات کی تصدیق بھی حاصل ہے وہی درست مانی جائے۔ مندرجہ بالا تینوں کتب اور متعلقہ کتب میں تاریخ پیدائش کے مسئلے کو لے کر جو دلائل دیے گئے ان میں زیادہ مدلّل حقائق زندہ رود میں بیان کیے گئے ہیں۔ لہذا راقم کی تحقیق بھی ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۴ء میں قائم کردہ کمیٹی اور زندہ رود میں بیان کردہ حقائق کو درست مانتے ہوئے اقبال کی تاریخ پیدائش ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو ہی درست قرار دیتی ہے۔

دوسرا اہم مسئلہ اور اختلاف جو کہ ان کتب میں پایا جاتا ہے وہ علامہ بہن بھائیوں میں کون سے نمبر پر تھے اس حوالے سے خالد نذیر صوفی اقبال کو بہن بھائیوں میں پانچویں نمبر پر بتاتے ہیں اور کل بہن بھائیوں کی تعداد سات بیان کرتے ہیں جن کی ترتیب:

۱۔ شیخ عطا محمد

۲۔ فاطمہ عطا محمد

۳۔ طالع بی بی

۴۔ بھائی (شیر خواری میں انتقال کر گیا)

۵۔ محمد اقبال (علامہ اقبال)

۶۔ کریم بی بی

۷۔ زینب بی بی

جب کہ زندہ رود میں بیان کردہ شجرہ نسب میں اقبال کل چھے بہن بھائی تھے جن کی ترتیب کچھ یوں ہے

۱	۲	۳	۴	۵	۶
عطا محمد	فاطمہ بی بی	طالع بی بی	محمد اقبال	کریم بی بی	زینب بی بی

خالد نذیر صوفی کی تحقیق کے مطابق اقبال سے پہلے ایک بچہ پیدا ہوا جو شیر خواری میں ہی انتقال کر گیا جب کہ جاوید اقبال کے مطابق ایسا نہیں ہے جب خالد نذیر صوفی کی بتائی گئی تاریخِ ولادت درست نہیں تو اقبال کا بہن بھائیوں میں پانچواں نمبر بھی درست نہیں بلکہ ڈاکٹر وحید قریشی کی تحقیق کے مطابق اقبال چوتھے نمبر پر تھے۔

اسی طرح خاندان اقبال کی تحریر کردہ تینوں کتب میں اقبال کے عقائد پر طویل بحث نظر آتی ہے۔ جہاں خالد نذیر صوفی اقبال کو اپنے مسلک کے مطابق سنی مسلمان ثابت کرنے کی سعی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہاں شیخ اعجاز احمد نے اپنے والد کو قادیانی عقیدہ رکھنے والا ثابت کرنے کی کوشش کی لہذا ایک بات تو طے ہے کہ یہ دونوں کتابیں مخصوص مقاصد کو مد نظر رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ اقبال درونِ خانہ میں بہت سے واقعات کو گھر کی خواتین سے منسوب کیا گیا ہے جن تک نہ تو رسائی ممکن تھی بلکہ ان میں سے زیادہ تر تو انتقال کر چکی تھیں۔

اسی طرح مظلوم اقبال میں اقبال کو قادیانیت کے قریب ترین اور اس کے لیے ہمدردی رکھنے والا ظاہر کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس میں شامل مکاتیب میں خط محررہ ۳ جون ۱۹۲۰ء جو کہ مظلوم اقبال میں موجود خط نمبر "۵۱" میں قطع برید سے کام لیتے ہوئے اقبال سے من گھڑت باتوں کو منسوب کیا گیا ہے۔

خالد نذیر صوفی نے اقبال درونِ خانہ جلد اول میں زیادہ تر واقعات و معلومات کو فرد کی یاداشتوں کو اکھٹا کر کے بیان کیا وہ خود لکھتے ہیں:

"زیر نظر کتاب کے بیشتر مندرجات میری والدہ کی یاداشتوں پر مشتمل ہیں"[۱۰]

اقبال درونِ خانہ میں زیادہ تر واقعات کی سند کا حصول ناممکن اس لیے ہے کہ جن خواتین کا حوالہ فراہم کیا گیا ان میں سے اکثریت اس دنیا میں موجود نہیں اور ان واقعات کا کوئی تحریری ثبوت بھی نہیں جیسے وسیمہ مبارک کی روایت کے مطابق اقبال کا موسیقی پسند کرنے کے حوالے سے نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے صوفی لکھتے ہیں:

"شاعر مشرق نے اپنی زندگی میں کبھی گویے کو اپنا کلام گانے کی اجازت نہیں دی۔ ایک دفعہ کسی گراموں فون کمیٹی نے ان سے اجازت لیے بغیر ان کی مشہور نظم "شکوہ" کے چند بند کسی مشہور گلوکار کی آواز میں ریکارڈ کروالیے۔ لیکن جب آپ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے سختی کے ساتھ اس کا نوٹس لیا اور اس کمپنی کو وہ ریکارڈ ضائع کرنے پر مجبور کر دیا والدہ محترمہ بتاتی ہیں کہ انہی دنوں گھر میں اس واقعے کا ذکر آیا تو کسی نے دریافت کیا کہ اس سلسلے میں انہوں نے سختی سے کام کیوں لیا ہے تو آپ نے فوراً جواب میں فرمایا؛ اس لیے کہ میرا کلام گویّوں کے گانے کے لیے نہیں" 11

اس کے برعکس جاوید اقبال "زندہ رود" میں اقبال کے موسیقی پسند یا ناپسند کرنے کے حوالے سے سر عبد القادر مضمون "کیف غم" کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

"شعر سے رغبت کے ساتھ ساتھ اقبال کو موسیقی کا بہت شوق تھاان کو علم موسیقی سے گہری واقفیت کا موقع تو نہیں ملا۔ مگر ان کے کان موسیقی کی اچھی شناخت رکھتے تھے اور کوئی گاتا تو وہ اس سے ایسا لطف اٹھاتے تھے جیسے کوئی ماہر فن اٹھائے"12

ڈاکٹر جاوید اقبال مزید لکھتے ہیں کہ

"اقبال نے ستار خریدی اور سیکھنے کے لیے باقاعدہ سبق لیتے وہ ستار بجانے کی مشق کیا کرتے تھے اور انہیں ستار نوازی کا شوق ایک مدت تک رہا۔ ۱۹۰۵ء میں یورپ جانے سے قبل یہ ستار کسی ہندو دوست کو دے گئے لیکن مضراب کو یادگار کے طور پر محفوظ کر لیا۔ یہ مضراب راقم نے ان کی وفات کے بعد دیگر استعمال کی اشیاء میں دیکھی مگر بعد میں ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکی"13

مذکورہ دونوں کتابوں کے مصنفین چونکہ خاندانِ اقبال سے ہیں لہٰذا دونوں کی رائے میں تضاد ہے لہذا راقم کی رائے مطابق چونکہ اقبال کے حوالے سے ان کے دوستوں کے بیانات اور آلاتِ موسیقی اور جو کہ اقبال سے منسوب ہیں ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال موسیقی کو پسند کرتے تھے اور انہیں گانے وغیرہ پر اعتراض نہیں تھا۔ ہاں البتہ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اقبال جس موسیقی کو پسند کرتے تھے فنون لطیفہ کے ساتھ ساتھ امت کے افکار کی تعمیر میں معاونت کرے۔

اختلافات کی فہرست میں ایک اختلاف یہ بھی کہ اقبال کا سردار بیگم سے دوسری بار نکاح کروایا گیا کیوں کہ اقبال ایک وقت میں ان کو طلاق دینے کا ارادہ کر چکے تھے۔ دوسری بار نکاح پڑھوانا تو درست مگر اس نکاح کے بارے مشاورت کے حوالے سے شیخ اعجاز کا یہ بیان کہ

"کہ مرزا جلال دین کو قادیان بھیجا گیا اور مولانا نورالدین سے مسلئہ پوچھ کر آئیں مولانا نے فرمایا کہ شرعاً تو صرف ارادے سے طلاق نہیں ہوئی لیکن دل میں وسوسہ ہے تو نکاح کر لیں"[14]

خالد نظیر صوفی کا بیان ہے

"۱۹۰۱ء کے بعد خاندان اقبال میں سے ایک فرد (شیخ اعجاز) کے علاوہ کسی کا بھی مرزا غلام احمد قادیانی یا ان کے نظریات سے تعلق نہ تھا۔ والد اقبال شیخ نور محمد کے متعلق خود مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اپنی کتاب "سیرت المہدی جلد ۳ صفحہ ۲۴۹ پر تحریر کیا کہ انہوں نے ۱۸۹۳ء سے قبل جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی"[15]

اسی ضمن میں جاوید اقبال نے بھی سردار بیگم سے دوسری مرتبہ نکاح کا ذکر کیا ہے مگر مرزا جلال الدین سے مشاورت کا ذکر نہیں کیا [1]

لہذا شیخ اعجاز چونکہ قادیانیت اختیار کر چکے تھے لہذا ان کی کوشش یہی رہتی ہے کہ کسی بھی طرح اقبال اور خاندان اقبال قادیانیت سے ہمدردی رکھنے والا ثابت ہو جائے۔ یہ بات درست کہ سردار بیگم سے اقبال کا نکاح دوسری مرتبہ ہوا لیکن اس کی مشاورت کیلئے مرزا جلال الدین کو قادیان بھیجنا اس بات میں صداقت نہیں ہے اقبال کو اس وقت یورپ سے آئے ہوئے ۵ سال سے زائد ہو چکے تھے اور انہیں سیالکوٹ یا لاہور میں کوئی بھی ایسے علماء میسر نہ ہوئے کہ قادیان سے فتوی لینا پڑا جبکہ اس وقت اقبال بذات خود بھی باشعور اور معروف تھے لہذا راقم کے مطابق اقبال سے متعلق یہ بیان درست نہیں ہے۔ اسی طرح مظلوم اقبال میں شیخ اعجاز نے بہت سے خطوط شامل کیے جن میں قطع وبرید سے کام لیا گیا اور اپنے موقف یعنی "اقبال قادیانیوں سے ہمدردی رکھتے تھے " کو تقویت دی ہے۔ اس کی ایک مثال خط نمبر 50 [2] ہے۔ جس میں اقبال کے عقیدہ ختمِ نبوت پر کاری ضرب لگائی گئ ۔ حالانکہ اقبال کسی دور میں بھی ان کے لیے ہمدردی نہیں رکھتے تھے ۔اس کے پیچھے مصنف مظلوم اقبال کی ذاتی اغراض و مقاصد تھے۔ سوانح عمریوں میں مزید پائے جانے والے اختلافات و اشتراک پر پی ایچ ۔ڈی سطح کا کام جاری ہے۔[1]

*References

1.Javid Iqbal Dr, Zindarood, p:17
2.Javid Iqbal Dr, Zinda Rood, p: 9
3.Javid Iqbal Dr, Zinda Rood, p: 9
4. Kahalid Nazir Sufi, Dron e Khana, Jild awal, p:
5. Khalid Nazir Sufi, Iqbal Dron e khana p: 3
6. Sheikh Ijaz Ahmad , Khatoot Iqbal, p: 9
7. Khalid Nazir Sufi, Iqbal Dron e khana , bab sarod e rfth, p: 7
8.Javid Iqbal, Zindarood, BaB 3 p:71
9. Khalid Nazir Sufi, Iqbal Dron e khana , Jild Dom, p:48
10. Khalid Nazir Sufi, Iqbal Dron e Khana , jild awal. P: 33
11. Khalid Nazir Sufi , Iqbal Dron e Khana , Jild awal, p: 41
12. Javid Iqbal Dr, Zinda Rood , p: 104
13. javid Iqbal Dr, Zinda Rood , p: 104
14. Ijaz Ahmad Sheikh, Mazloom Iqbal, Bab p:103
15. Khalid Nazir Sufi , Iqbal Dron e Khana Jild Dom p:95

1. Mazeed Tafseel ke leay Zinda Rood, Bab9, Azdwaji Zindgi ka Bohran
2. Mazeed Tafseel ke leay Mazloom Iqbal Maktoob No. 50